ہے۔ ۱۹۸۴ء میں شعبہ اُردو اورینٹل کالج لاہور کے استاد جناب تحسین فراقی نے اس موضوع پر ایم اے کا ایک مقالہ لکھوایا تھا جسے مقالہ نگار نے تقریباً ربع صدی بعد زیرنظر کتاب کی صورت میں شائع کرایا ہے۔ اس کے بعد بھی اس موضوع پر کئی چیزیں سامنے آئی ہیں: مثلاً ادب اسلامی (نظریاتی مقالات) مرتبہ: محمد نجات اللہ صدیقی یا ایم اے اور پی ایچ ڈی کے مقالات از صائمہ ناز انصاری (کراچی یونی ورسٹی) جو ہنوز غیرمطبوعہ نہیں۔

تحقیقی مقالے عموماً تین درجوں کے ہوتے ہیں: ایم اے ایم فل اور پی ایچ ڈی۔ ایم اے کا مقالہ عموماً ابتدائی اور نسبتاً کم تر درجے کا اور تعارفی نوعیت کا سمجھا جاتا ہے لیکن مہراختر وہاب کا ایم اے کا زیرنظر مقالہ بہت اچھا اور آج کل کے ایم فل کے مقالوں کے درجے کا ضرور ہے۔ انھوں نے اسلامی ادب کی روایت اور تحریک کی نظریاتی بنیادوں پر بات کی ہے۔ پھر اسلامی ادب کے شعری، افسانوی اور تنقیدی سرمایے کا جائزہ لیا ہے جو اگرچہ اجمالی ہے اور متعدد تخلیق کاروں کے نام اس میں نظر نہیں آتے، جیسے شاعری میں ابوالمجاہد زاہد، شبنم سبحانی، انور عزمی اور انور صدیقی وغیرہ۔ افسانے میں ابن فرید، نعیم صدیقی اور تنقید میں ابن فرید کے نام نہیں لیے گئے۔ ناول کو انھوں نے سرے سے قابلِ اعتنا ہی نہیں سمجھا۔

دیباچے میں مہراختر وہاب کے بعض بیانات محلِ نظر ہیں۔ اسی طرح محمد حسن عسکری کی پاکستانی ادب کی تحریک اور اسلامی ادب کی تحریک میں خطِ امتیاز نہیں کھینچا گیا۔ مہر صاحب اِن دنوں گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج لیہ کے پرنسپل ہیں۔ کتنا اچھا تھا اگر وہ ان ۲۵ برسوں میں اپنے مقالے میں اضافے کر کے اسے تازہ (اَپ ڈیٹ) کر دیتے۔ اس طرح یہ اور زیادہ وقیع اور حوالے کی چیز بن جاتا۔ بحالتِ موجودہ بھی یہ افادیت سے خالی نہیں بلکہ اسلامی ادب کے موضوع پر تو یہ اب بھی ایک اہم حوالہ ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اشاعتی معیار بہت اچھا ہے۔ کتاب تین برس پہلے (اپریل ۲۰۱۰ء میں) طبع ہوئی، اس لحاظ سے قیمت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

منزلِ مُراد، ضیاء الاسلام انصاری، ترتیب و ادارت: شگفتہ عمر۔ ناشر: مکتبہ راحت الاسلام، مکان ۲۶، سٹریٹ ۴۸، ۴/۴، F-8، اسلام آباد۔ صفحات: ۱۶۶۔ قیمت: ۴۰۰ روپے۔

پیکجنگ اور مارکیٹنگ کے اس دور میں کتاب کے مشتملات کے برابر یا زیادہ اہمیت اس کی

پیش کاری کو دی جارہی ہے۔ نظروں کو بھلی نہ لگے تو کیسے پڑھی جائے۔ اس کتاب میں سب سے پہلے اس کا آؤٹ سائز ہونا نظر کو کھینچتا ہے۔ چوکور شکل، ۲۱ مربع سینٹی میٹر۔ اندر چاروں طرف سے سرمئی رنگ کا حاشیہ۔ یہ بھی اس طرح کے جیسے کسی موٹی کتاب کے صفحات سامنے کھلے ہوں، اطراف میں ڈھلتے ہوئے۔ ہر مضمون کے ساتھ دل چسپ، مؤثر خاکے، طباعت و کتابت واہ واہ، بس ہاتھ میں لیں تو نظر پھسلتی جائے اور آپ پڑھتے جائیں۔

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ضیاء الاسلام انصاری اپنے دور کے نام وَر صحافی تھے۔ اسلامی فکر رکھنے والوں کے سرخیل تھے۔ ان کے بقول: ''میں صحافتی زندگی میں وطن دشمن، تخریب کار اور غلط نظریات رکھنے والے افراد اور عناصر کے خلاف ربع صدی کی مسلسل محاذ آرائی کے حوالے سے ایک انتہائی متنازعہ شخصیت ہوں''۔ کتاب کے دوسرے حصے 'خصوصی گوشہ' (ص ۱۰۷، ۱۶۶) میں ان کی شخصیت پر اہلِ خاندان کے تحریروں اور ان کے انتقال پر ان کے بارے میں جو کچھ لکھا اور کہا گیا ــــــ بیانات، اداریے، تعزیتی اجلاس کے خطابات، سب جمع کر دیا گیا ہے، جنھیں پڑھ کر ان کی شخصیت، خدمات اور مقام سے آگہی حاصل ہوتی ہے۔ ساتھیوں کی تحریریں اس آگہی میں اضافہ کرتی ہیں۔ ساتھی بھی کون؟ مجیب الرحمٰن شامی، نذیر ناجی، شمیم اختر، محبوب سبحانی۔ یہ سب کچھ کُل ۵۹ صفحات میں۔

اب آئیں اصل کتاب کی طرف۔ ضیاء الاسلام انصاری نے اسٹیٹ لائف انشورنس آف پاکستان کے زیرتربیت افسران کی ورکشاپ میں دو گھنٹے کا ایک لیکچر دیا۔ برسوں بعد یہ مرتب ہوا، اور مزید برسوں بعد (مسودہ گم ہو جانے کی وجہ سے) یہ اب شائع ہو رہا ہے۔ ہر سبق میں آج کے ہر نوجوان بلکہ کارگاہِ حیات میں اپنا مقام بنانے یعنی 'منزلِ مراد' تک پہنچنے (منشورات نے خرم مراد کی تحریروں کے اقتباسات پر مشتمل ایک کتابچہ منزلِ مراد کے عنوان سے شائع کیا ہوا ہے۔ یہ توارد بھی خوب رہا!) کی کوشش کرنے والے ہر فرد کے لیے نہایت کام کی ضروری بات ہے۔ آدھے، ایک اور ڈیڑھ دو دو صفحات میں ۴۸ عنوانات (ص ۲۵-۱۰۲) کے تحت مثبت اور تعمیری بات آس پاس کی مثالوں سے پیش کی گئی ہے۔ پیش کش بہتر کرنے کے لیے کئی صفحات سادہ ہیں۔ چند عنوانات: ذہن کی طاقت، اَن پڑھ بھی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں، مایوسی اور محرومی پروان نہ چڑھائیے، ناکامی سے کامیابی کی راہ نکلتی ہے، اپنی صلاحیت کو نئے محاذ پر استعمال کیجیے، منفی تبصروں پر کان نہ دھریے،